تین اصول

تالیف

امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

تین اصول

تالیف

امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

جان لیں – اللہ تعالی آپ پر رحم کرے- کہ ہم پر چار مسائل کا جاننا ضروری ہے:

پہلا مسئلہ: علم سیکھنا۔ اس سے مراد اللہ تعالی کی، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور دینِ اسلام کی دلائل کی روشنی میں معرفت رکھنا۔

دوسرا مسئلہ: اس حاصل کئے ہوئے علم پر عمل کرنا۔

تیسرا مسئلہ: اس علم کی طرف لوگوں کو دعوت دینا۔

چوتھا مسئلہ: اگر اس راہ میں کوئی تکلیف ہو، تو اس پر صبر کرنا۔

ہماری اس بات کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم:

﴿وَالْعَصْرِ* إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ * إِلَّا الَّذِينَ آَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "اگر اللہ تعالی اپنے مخلوق پر اس سورے کے علاوہ کچھ اور حجت یا دلیل نازل نہ کرتا، تو بھی یہ ایک ہی سورہ ان کے لئے کافی تھا"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "باب العلم قبل القول و العمل [کہنے اور کرنے سے پہلے علم سیکھنے کا باب] اس کی دلیل اللہ تعالی کے فرمان ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ [47: 19]

اللہ تعالی نے اس آیت میں کہنے اور کرنے سے پہلے علم سیکھنے کا حکم دیا ہے"۔

جان لیں – اللہ تعالی تم رحم کرے- ہر مسلمان مرد و عورت پر ان تین باتوں کا جاننا، اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے:

پہلا اصول: اس بات کا علم رکھیں کہ اللہ تعالی نے ہمیں پیدا کیا ہے، اور وہی ہمیں رزق دیتا ہے، اور اس

نے ہمیں یونہی ناکارہ نہیں چھوڑدیا ہے، بلکہ ہمارے پاس اپنے رسول بھیجا، اب جو اس رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا، وہ جنت میں جائیگا، اور جو اس کی نافرمانی کرے گا، وہ جہنم رسید ہوگا۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** :﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذاً وَبِيلاً﴾ [73: 15-16]

دوسرا اصول: یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالی اس بات سے ناخوش ہوتے ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو بھی، چاہے وہ کوئی برگزیدہ فرشتہ یا بھیجا ہوا رسول ہی کیوں نہ ہو، اس کی عبادت میں شریک کیا جائے۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾[72: 18]

تیسرا اصول: اس بات کا علم رکھنا ضروری ہے کہ جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہو، اور اللہ تعالی کو ایک معبود سمجھتا ہو، اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ دوستی کرے، چاہے یہ دشمن اس کا کوئی قریب سے قریب رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔ **اس کی دلیل**

اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [58: 22]

جان لیں – اللہ تعالی آپ کو اپنی اطاعت کی ہدایت سے نوازے- کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دینِ حنیف کا مطلب یہ ہے کہ آپ دین کو خالص کرتے ہوئے ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو اسی عبادت کا حکم دیا ہے، اور اسی کے لئے سب کو پیدا کیا ہے، **جیساکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:** ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ﴾[51: 56]

"یعبدون" کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ توحید پرست ہیں۔

اور اللہ تعالی نے جو سب سے بڑی عظیم چیز کا حکم دیا ہے، وہ چیز توحید ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے،

اور اللہ تعالی نے جو سب سے بڑی قبیح چیز سے منع کیا ہے، وہ چیز شرک ہے، جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [4: 36]

جب آپ سے یہ کوئی سوال کرے کہ وہ کونسے تین اصول ہیں، جن کی معرفت حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ہے؟

تو آپ کہیں: بندے کا اپنے پروردگار کی معرفت، اپنے دین کی معرفت، اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل کرنا ہے۔

پہلا اصول

جب آپ سے کوئی یہ سوال کرے کہ: آپ کا پروردگار کون ہے؟

تو آپ کہیں: میرا پروردگار وہ اللہ تعالی ہے، جس نے اپنی نعمتوں سے میری اور سارے جہانوں کی پرورش کی ہے، اور وہی میرا معبود ہے، اس کے علاوہ میرا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [1: 2]

اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں، وہ سب عالَم میں شمار ہیں، اور میں بھی اس عالَم کا ایک فرد ہوں۔

جب آپ سے کوئی یہ سوال کرے کہ: آپ نے اپنے پروردگار کی معرفت کیسے حاصل کی؟

تو آپ کہیں کہ اس کی نشانیوں اور اس کی بنائی ہوئی مخلوقات سے۔ اور اس کی نشانیوں میں یہ دن و رات ہیں، یہ چاند و سورج ہیں، اور اس کی مخلوقات میں سے یہ سات آسمان، سات زمین اور ان کے درمیان بَسنے والی ساری چیزیں ہیں۔ **اس کی دلیل**

اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾[41: 37]

اور اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾[7: 54]

اور رب [پروردگار] معبود کو کہتے ہیں، **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاء بِنَاء وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاء مَاء فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [2: 21-22]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: " ان ساری چیزوں کو پیدا کرنے والی ذات ہی عبادت کے مستحق ہے".

وہ عبادتیں جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، جیسے اسلام لانا، ایمان لانا، احسان کرنا، دعاء کرنا، اللہ کا خوف رکھنا، اس سے امید لگائے رکھنا، اس پر بھروسہ کرنا، اس کی نعمتوں سے رغبت رکھنا، اس کی ہیبت اپنے دل میں رکھنا، خشوع و خضوع رکھنا، خشیت الہی رکھنا، اللہ تعالی سے لَو لگائے رکھنا، اسی سے مدد مانگنا، اسی کی پناہ مانگنا، اسی کی مدد و نصرت طلب کرنا، اسی کے نام پر ذبح کرنا، اسی کے لئے نذر و نیاز کرنا، اور ان کے علاوہ اور دیگر بہت سی عبادتیں ہیں، جن کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، یہ ساری عبادتیں صرف اللہ تعالی کے لئے ہی ہیں.

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ [72: 18]

جس شخص نے بھی ان عبادتوں سے ایک بھی عبادت کو اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے بجالایا، تو وہ شخص اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا کافر ہے۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ [23: 117]

اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ : "دعاء عبادت کا نچوڑ ہے"۔ **اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:** ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [40: 60]

اللہ تعالی سے خوف رکھنے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾.[3: 175]

اور اللہ تعالی سے امید باندھے رکھنے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾.[18: 110]

الله تعالی کی ذات پر توکل اور بھروسہ رکھنے کی دلیل الله تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾[5: 23] اور الله تعالی کا یہ بھی فرمان ہے کہ: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾.[65: 3]

الله تعالی کی نعمتوں میں دلچسپی، اور اس کی ذات کے ساتھ خشوع و خضوع رکھنے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾.[21: 90]

رغبا و رھبا"- [الانبیاء: ۹۰]- اور قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي﴾.[2: 150]

الله تعالی کی ذات سے لَو لگائے رکھنے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ﴾[39: 54]

الله تعالی ہی سے مدد طلب کرنے کی دلیل باریٔ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [1: 5] اور حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ "جب بھی تم مدد طلب کرنا چاہو، تو الله تعالی سے مدد طلب کرو"۔

اللہ تعالی کی ذات کی پناہ مانگنے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [114: 1]

اللہ تعالی ہی سے فریاد رسی کرنے کے دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾[8: 9]

اللہ تعالی کے نام پر ذبح کرنے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ [6: 163]

اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ " اُس شخص پر اللہ تعالی نے لعنت بھیجی ہے، جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کرتا ہے".

اللہ تعالی کے لئے ہی نذر و نیاز یا منّت ماننے کے دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾[76: 7]

دوسرا اصول

دینِ اسلام کی دلائل کے ساتھ معرفت حاصل کرنا۔

اسلام کہتے ہیں اللہ تعالی کو ایک معبود مانتے ہوئے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، اس کی اطاعت کرتے ہوئے خدائی احکام بجالانا، اور شرکِ و اہلِ شرک سے اپنے آپ کو پاک رکھنا۔

اسلام کے تین درجات ہیں: ایک اسلام، دوسرا ایمان، اور تیسرا احسان۔ اور ان میں سے ہر درجے کے کئی رکن ہیں۔

اسلام کے پانچ رکن ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی کے سواء کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکات دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

شہادت [اللہ تعالی کو ایک ماننے کی گواہی دینے] کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿**شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ**

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[3: 18]

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ "لا الہ" اس میں ان ساری معبودوں کی نفی کی گئی ہے، جن کی اللہ تعالی کو چھوڑکر عبادت کی جاتی ہے، "الا اللہ" اس میں ایک اللہ کی ذات کے لئے عبادت کو ثابت کیا گیا ہے، جس کی عبادت میں کوئی اور شریک نہیں ہے، جیساکہ اس کے ملک اور حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

اس آیت کی مزید وضاحت اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہورہی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ [43: 26-28]

اور الله تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾[3: 64]

اور حضرت محمد صلی الله علیہ وسلم کو الله تعالی کا سچا رسول ماننے کی گواہی دینے کی دلیل الله تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[9: 128]

حضرت محمد صلی الله علیہ وسلم کو الله تعالی کا سچا رسول ماننے کی گواہی دینے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے جن چیزوں کا حکم کیا ہے، اس پر عمل کیا جائے۔ آپ نے جن چیزوں کے بارے میں خبر دی ہے، اس کی تصدیق کی جائے۔ آپ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، ان سے پرہیز کیا جائے، اور الله تعالی کی عبادت صرف اسی طریقے پر کی جائے، جو آپ صلی الله علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

نماز و روزے کی دلیل اور وحدانیت کی تشریح اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہورہی ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾[98: 5]

روزے کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[2: 183]

فریضہ حج کے ادائیگی کی دلیل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ [3: 97]

دوسرا درجہ:

ایمان:

اس کے ستّر سے کچھ زائد شعبے ہیں، اس کا سب سے اعلی شعبہ "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرنا ہے، اور سب سے ادنی شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا ہے، اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں: اللہ تعالی پر ایمان لانا، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر یقین رکھنا ہے۔

ان چھ ارکان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾ [2: 177]

تقدیر پر ایمان رکھنے کی دلیل قرآن کریم کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [54: 49]

تیسرا درجہ:

احسان:

اس کا صرف ایک رکن ہے، اور وہ یہ ہے کہ "آپ اللہ تعالی کی ایسی عبادت کریں، گویا کہ آپ اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہوں، ہاں یہ بات اور ہے کہ آپ اس کو تو نہیں دیکھ سکتے، لیکن وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ﴾[16: 128]

اور نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾[26: 217-220]

اور اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ﴾[10: 61]

حدیث نبوی سے اس کی دلیل وہ مشہور حدیثِ جبرئیل ہے، جس کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: " ہم نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

اچانک ہمارے درمیان انتہائی سفید کپڑوں میں ملبوس، اور گہرے کالے بال والا ایک شخص نمودار ہوا، اس شخص پر سفر کے کوئی اثرات نہیں تھے [یعنی وہ شکل سے مسافر نہیں لگ رہا تھا]، اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو جانتا تھا۔ یہ شخص نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا، اور آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیا، [یعنی بہت ہی قریب ہوکر بیٹھ گیا]، اور اپنے دونوں ہتھیلیاں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھا، اور کہا: اے محمد مجھے آپ اسلام کے بارے میں بتائیے، تو آپ نے کہا: " اسلام کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور نماز کی پابندی کریں، زکات دیں، رمضان کے روزے رکھیں، اور اگر صاحبِ استطاعت ہو تو فریضہ حج ادا کریں"۔ اس شخص نے کہا: آپ نے بالکل سچ کہا ہے۔ [صحابہ کہتے ہیں کہ] کہ ہمیں اس بات سے تعجب ہونے لگا کہ وہ خود سوال کررہا ہے، اور اس کی تصدیق بھی کررہا ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: " کہ آپ اللہ تعالی کی ذات پر،

اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھیں"۔ پھر اس شخص نے کہا: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "آپ اللہ تعالی کی ایسی عبادت کریں، گویا کہ آپ اللہ تعالی کو دیکھ رہے ہوں، ہاں یہ بات اور ہے کہ آپ اس کو تو نہیں دیکھ سکتے، لیکن وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ پھر اس شخص نے کہا: آپ مجھے

قیامت کے دن کے بارے میں بتائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "جس شخص [آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات] سے سوال کیا جارہا ہے، وہ سائل [حضرت جبرئیل] سے زیادہ اس کے بارے میں جانکار نہیں رکھتا ہے"۔ پھر اس شخص نے کہا: آپ مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بتائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "باندھی اپنے آقا کو جنم دے گی، اور آپ دیکھیں گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن رہنے والے محتاج و مسکین اور بکریاں چَرانے والے بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کریں گے"۔ راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ وہ شخص چلا گیا، تو ہم تھوڑی دیر خاموش ٹھہرے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہا: "اے عمر کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا"؟، تو ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں، تو آپ نے کہا: "یہ جبرئیل امین تھے، جو تمہیں تمہارے دینی معاملات سکھلارہے تھے"۔

تیسرا اصول

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جانکاری

ہمارے نبی وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں۔ ہاشم قریش کا ایک قبیلہ ہے، اور قریش عرب قوم ہیں، اور عرب قوم حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ و علی نبینا افضل الصلاۃ و التسلیم کی اولاد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کُل عمر تریسٹھ [٦٣] سال تھی، جن میں سے چالیس سال آپ نے نبوت سے پہلے گذارے، اور تیئیس سال آپ نے بنی اور رسول بنکر گذارے۔ آپ کو نبوت دی گئی " إقرأ" کا حکم نازل کرتے ہوئے، اور آپ کو "المدثر" کا لقب دیتے ہوئے رسالت سے نوازا گیا۔ آپ کا شہر مکہ

مکرمہ تھا۔ اللہ تعالی نے آپ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی طرف بلانے کے لئے نبی بناکر بھیجا ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾[74: 1- 7]

"قم فأنذر" کا مفہوم یہ ہے کہ آپ شرک سے لوگوں کو ڈرائیں، اور ایک اللہ کی ذات کی طرف بلائیں۔

" و ربك فكبر" کا مفہوم یہ ہے کہ آپ توحید کا دامن تھامتے ہوئے اللہ تعالی کی بڑائی بیان کریں۔

" و ثيابك فطهر" کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اعمال کو شرک کی گندگی سے پاک کریں۔

" والرجز فاهجر": رُجز کہتے ہیں بُتُوں کو، یعنی بُتوں کو اور اس کے ماننے والوں سے کنارہ

کشی کرلیں، اور ان سے اپنے آپ کو بری و پاک رکھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت دیتے ہوئے اپنی زندگی مکمل دس سال گذار دیئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی سعادت نصیب ہوئی، جس کے دوران آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ آپ نے تین سال تک مکہ مکرمہ میں نمازیں ادا کیں، پھر آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔

ہجرت امتِ اسلامیہ کے حق میں ایک فریضہ ہے۔ ہجرت کہتے ہیں شرک کی پرستش کرنے والے ملک سے اسلامی ملک کی طرف نقلِ مکانی کرنا۔ ہجرت کا حکم قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ

وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[4: 97-99]

اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ﴾[29: 56]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: " اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ مکہ مکرمہ کے وہ مسلمان ہیں جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی، اللہ تعالی نے انہیں ایمان والوں کے نام سے آواز دی ہے".

ہجرت کے فرض ہونے پر احادیث شریفہ سے ثابت چند احادیث یہ ہیں: اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہجرت کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوتا، جس وقت تک توبہ کو سلسلہ ختم نہیں ہوتا ہے، اور توبہ کا سلسلہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک ختم ہونے والا نہیں ہے".

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مستقل طور پر رہائش اختیا کرلئے، تو آپ کو یہاں اسلامی شریعت کے باقی دیگر احکام: زکات، روزہ، حج، اذان، جہاد، اچھی باتوں کا حکم، بری باتوں سے روکنے جیسے احکام دیئے گئے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکام کی تبلیغ میں اپنی زندگی کے دس

سال گذار دیئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رُو پوش ہوگئے، اور آپ کا لایا ہوا دین باقی رہا۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے، کوئی ایسی بھلائی نہیں ہے، جس کی طرف آپ نے اپنی امت کی رہبری نہ کی ہو، اور کوئی ایسی برائی نہیں ہے، جس سے آپ نے اپنی امت کو آگاہ نہ کیا ہو۔ اور سب سے بڑی بھلائی جس کی طرف آپ نے اپنی امت کی رہبری کی ہے، وہ ہے توحید، اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالی کو پسند ہے اور جس سے اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں۔

اور وہ برائی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار کیا ہے، وہ ہے شرک، اور اس کے علاوہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے، اور جس کو اللہ تعالی کی ذات قبول نہیں کرتی ہے۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے لوگوں کے لئے رسول بناکر بھیجا ہے، اور آپ کی اطاعت کو سارے انسانوں اور جنات پر فرض کیا ہے،

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾[7: 158]

اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے اپنے دین کو کامل و مکمل کیا ہے، اور اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[5: 3]

اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے اس دنیا سے پردہ پوش فرما جانے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾[39: 30-31]

سارے انسان جب مرجاتے ہیں، تو دوبارہ انہیں زندہ اٹھایا جائے گا، جس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ﴾[20: 55]

اور قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا﴾[71: 17-18]

اور سارے انسان دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد ان سے حساب کتاب لیا جائے گا، اور انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى﴾[53: 31]

اور جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کو جھٹلائے، تو وہ کافر ہے، اس کی قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ [64: 7]

اللہ تعالی نے تمام رسولوں کو اچھائیوں کی بشارت دینے والے اور برائیوں سے ڈرانے والے بناکر بھیجا ہے، جس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾[4: 165]

ان رسولوں میں سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو خاتم النبیین ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے سب سے پہلے رسول ہونے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ ہے: ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾[4: 163]

ہر وہ قوم جس کے پاس اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک رسولوں کو بھیجا ہے، ان سب رسولوں نے اپنی اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا، اور شیطانوں کی پرستش سے انہیں روکا، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾[16: 36]

اللہ تعالی نے اپنے تمام بندوں پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ طاغوت کی پرستش کا انکار کریں، اور اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھیں۔ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: "طاغوت کا معنی ہر وہ چیز

ہے جس میں بندہ اپنے معبود یا پرستار یا آقا سے متعلق اپنی حدود پار کردے".

طاغوت بہت سی چیزیں ہیں، جن میں سب سے نمایاں پانچ ہیں: پہلا: شیطان مردود [اللہ کی اس پر لعنت ہو]، دوسرا وہ شخص جس کی عبادت کی جارہی ہو اور وہ اس سے خوش ہو، تیسرا وہ شخص جو لوگوں کو خود کی عبادت کی طرف بلائے، چوتھا وہ شخص جو غیب کی چیزوں میں سے کسی چیز کا علم رکھنے کا دعوی کرے، اور پانچواں وہ شخص جو اللہ تعالی کی نازل کئے ہوئے احکام سے ہٹکر کوئی اور چیز کا حکم دے۔

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [2: 256]

اور کلمہ توحید: "لا الہ الا اللہ" کا یہی مفہوم ہے۔

اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ: "اصل چیز اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اسلام کے بلندی کی انتہاء اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنا ہے"۔

اللہ تعالی سب سے زیادہ و بہتر جاننے والا ہے۔

یہ جملہ تین اصول اختتام کو پہنچے۔